اخبارِ امت

سوڈان: جھوٹ کا پردہ چاک

مسلم سجاد

دنیا کے برے بھلے کے بزعم خود ذمہ دار امریکہ نے دنیا کے ۶ "وہشت گرد" ممالک کی جو تازہ فہرست جاری کی ہے اس میں حسب توقع ایک نام سوڈان کا بھی ہے جس کا یہ گناہ معاف ہی نہیں ہوتا کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے ترقی کر رہا ہے۔ اقوام متحدہ' امریکہ کی باندی' اس کے احکامات کے مطابق سوڈان پر مرحلہ وار پابندیاں لگا رہی ہے' اسے جینے کا حق دینے کو تیار نہیں ہے۔

سوڈان پر جن الزامات کی وجہ سے یہ طوفان اٹھایا گیا ہے' ان کی حقیقت کیا ہے' یہ معلوم کرنے کے لیے امریکہ ہی کے شلر (Schiller) انسٹی ٹیوٹ نے ایک دفعہ ستمبر ۹۶ میں اور دوسری دفعہ فروری ۹۷ میں اپنے وفد سوڈان بھیجے۔ فروری والے وفد میں لارنس فری مین' ساؤتھ کیرولینا کے سابق سینیٹر تھیو مچل' ایری زونا سے کانگریس کے لیے ڈیماکریٹک پارٹی کی امیدوار ماریا ایلی نالٹن اور ستمبر والے وفد میں فری مین کے علاوہ ساؤتھ کیرولینا کے سابق ممبر کانگریس ری پبلی کن جان مین اور البامہ کے تھامس جیکسن شامل تھے۔ ممبران وفد نے ۲۰ مارچ ۹۷ کو نیشنل پریس کلب (واشنگٹن ڈی سی) میں اپنے مشاہدات پیش کیے۔ حاضرین میں متعدد سفارت خانوں کے علاوہ اخبارات اور نیوز ایجنسیوں کے' اور عرب لیگ اور سوڈان سے متعلق اداروں کے ۴۰ سے زائد نمایندے شریک تھے۔

فری مین نے بتایا کہ وفد بھیجنے کا فیصلہ اس لیے کیا گیا کہ ہم نے محسوس کیا کہ "سوڈانی قوم کو غیر مستحکم کرنے کے لیے ایک نہایت خراب عمل (nasty operation) جاری ہے" جس کی بنیاد سراسر جھوٹ ہے لیکن "واشنگٹن میں اس پر اعتبار کیا جا رہا ہے"۔ واشنگٹن سے کوئی سرکاری نمایندہ سوڈان نہیں گیا اس لیے کہ انھوں نے غلاموں کی خرید و فروخت' دہشت گردوں کو پناہ دینے اور عیسائیوں پر ظلم و ستم کے بارے میں تمام جھوٹے الزامات کو درست تسلیم کر لیا ہے۔ فری مین نے بتایا کہ یہ سارے جھوٹ کرسچین سالیڈیریٹی انٹر نیشنل (CSI) کے ذریعے پھیلائے جا رہے ہیں جو برطانوی دار الامرا کی رکن' بیرونس کیرولین

کاکس کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ فری مین نے حاضرین کو دعوت دی کہ "وہ خود سوڈان جائیں اور سچائی کو معلوم کریں"۔

سینیٹر تھیومچل نے سٹلر انسٹی ٹیوٹ کو انسانیت کی اس خدمت پر خراج تحسین پیش کیا۔ انھوں نے وفد کے دوروں کی تفصیل پیش کی اور بتایا کہ "انھیں حکومت کے زیر سرپرستی غلاموں کے کسی کاروبار کا ثبوت نہیں ملا بلکہ اس پر تو وہاں سزائے موت ہے۔ سوڈان پر تو یہ ظلم کیا گیا ہے کہ ۱۲ر جنوری کو ایتھوپیا اور اریٹیریا نے جنوبی حصے پر حملہ کر کے چار قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ وہ جدید ترین اسلحہ سے لیس تھے۔ ۶ سو افراد مارے گئے جن کی لاشیں تک نہ اٹھانے دی گئیں، عورتوں بچوں تک کو قید کیا گیا اور انھیں ۳ دن تک بلاحرکت اپنے ہی فضلے میں ایک ہی جگہ بٹھائے رکھا گیا۔ انھوں نے عورتوں پر مشین گن چلائی، ان کی عصمت دری کی---" (اس ظلم پر دنیا میں کہیں احتجاج نہ ہوا!)

سینیٹر مچل نے بتایا کہ وفد کو مکمل آزادی تھی کہ جہاں چاہیں جائیں، جس سے چاہیں ملیں۔ وہ ہر مذہب کے رہنماؤں سے، ہر سطح کے سیاسی رہنماؤں سے، عام افراد سے ملے اور انھیں الزامات کے حق میں کوئی ثبوت نہ ملا (absolutely no evidence)۔ ہمیں کوئی ایسا لڑکا نہ دکھایا جا سکا جسے عیسائی سے مسلمان بنایا گیا ہو۔

ری پبلی کن جیمس مین نے سوڈان کے خلاف، جسے انھوں نے نہایت دوست ملک پایا، غلط خبریں پھیلانے میں پریس کے غلیظ (nasty) کردار کو موضوع بنایا۔ انھوں نے بالٹی مورسن (Baltimore Sun) کے دو نمایندوں کی شدید مذمت کی (ان میں سے ایک کانفرنس میں موجود تھا) جنھوں نے سوڈان میں غلامی کے الزام کو لیڈی کیرولین کاکس کے سٹ اپ کا حصہ بن کر پھیلایا۔ مین نے کہا کہ "میں نے اپنی پوری زندگی میں کسی ایک اخباری رپورٹ سے اتنے تباہ کن نتائج مرتب ہوتے نہیں دیکھے"۔ "دنیا میں شور مچ گیا، سوڈان پر افتاد پڑ گئی اور امریکہ اور اقوام متحدہ نے پابندیوں کی منظوری دے دی"۔ مین نے بتایا کہ وہ سوڈان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ غلاموں کے کاروبار کے بارے میں خبریں آنے لگیں: "میرے آبا و اجداد نے غلامی کا عذاب برداشت کیا تھا۔ مجھے بہت غصہ آیا کہ اب بھی عرب کالوں کو غلام بنا رہے ہیں"۔ جب وہ ستمبر میں سوڈان گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حکومت نے کہا کہ جہاں چاہیں جا کر تحقیق کر لیں۔ "وزارت انصاف نے پورا ملک ہمارے لیے کھول دیا! میں نے خرطوم میں تین چرچ دیکھے۔ کسی پادری کو، کسی شخص کو، کسی غلام کا یا جنگی قیدیوں کی بطور غلام فروخت کا کوئی علم نہیں تھا۔ مین نے بالٹی مورسن کے رپورٹروں کو سوڈانی عوام اور حکومت کو بے عزت کرنے کا ذمہ دار قرار دیا۔ "انھیں ملک میں گھستے ہی غلاموں کا کیمپ مل گیا! یقیناً سب کچھ پہلے سے تیار تھا"۔

ماریا ملٹن نے امریکیوں کے جذبات برانگیختہ کرنے کی حکمت عملی پر توجہ دلائی۔ امریکیوں کو کیسے جوش میں لایا جائے؟ یہاں افریقی امریکنوں کی بڑی آبادی ہے۔ غلامی کی خبریں انھیں اشتعال دلا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان خبروں کا کوئی مقصد نہیں، اس لیے کہ ہمیں غلامی کے لیے کسی منظم حمایت کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ امریکی قدامت پسندوں کو کیسے جوش دلایا جائے؟ ان کو عیسائیوں پر مسلمان بنیاد پرستوں کے مظالم کی کہانی سنائی جائے۔ رابرٹس کو یہ مسئلہ اٹھانے سے خوب پیسے مل رہے ہیں!

سوال جواب کے دوران بالٹی مورسن کے رپورٹر گریگوری کین نے کہا کہ وفد اس خاص جگہ نہیں گیا جہاں غلاموں کا کاروبار ہوتا ہے۔ کین اور اس کے دوسرے ساتھی گل لیتھویٹ نے واشنگٹن میں ایک اجلاس میں کچھ عرصے قبل تسلیم کیا تھا کہ جس آقا سے انھوں نے غلام خریدا تھا، وہ اتنا خوفزدہ تھا کہ اپنا نام بتانے پر بھی آمادہ نہیں تھا کہ اگر حکومت کو معلوم ہو گیا تو اسے سزائے موت ملے گی۔ پھر بھی دونوں کا اصرار تھا کہ حکومت سوڈان، غلاموں کے کاروبار سے صرف نظر کرتی ہے۔ مین نے کین کو دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ سوڈان چلے۔ اس سے پہلے وہ غیر قانونی طور پر داخل ہوا تھا۔ کین نے کہا: "حکومت اسے ویزا نہیں دے گی"۔ فری مین نے اس جھوٹ کا پردہ چاک کیا اور بتایا: سوڈانی سفیر نے بالٹی مورسن کے دونوں رپورٹروں کو ذاتی طور پر سوڈان آنے کی دعوت دی کہ آئیں اور کسی پابندی کے بغیر خود تحقیق و تفتیش کر لیں۔ انھوں نے یہ دعوت نامہ مسترد کر دیا۔ (ماخوذ: ایگزیکٹو انٹیلی جنس رپورٹ ۱۴ اپریل ۹۷)

انڈونیشیا میں انتخابات

محمد ایوب منیر

اگر پاکستان میں جمہوری تحریکوں کے ذریعے آمریت سے نجات کی روایت نہ ہوتی اور آج ملک میں صدر ایوب کی حکومت ہوتی، تو ملک کا جو حال ہوتا اس پر آج کے انڈونیشیا کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ۱۹۶۵ میں اشتراکی بغاوت کچلنے کے بعد، فوج نے عملاً اختیارات سنبھال لیے، بانی صدر سوئیکارنو نے اقتدار جنرل سوہارتو کے حوالے کیا جنھوں نے اسے ایسا سنبھالا کہ ۱۹۶۸، ۱۹۷۳، ۱۹۷۸، ۱۹۸۳، ۱۹۸۸ اور ۱۹۹۳ میں بلامقابلہ صدر منتخب ہوتے رہے۔ اب ۲۹ مئی کو اسمبلی کے انتخابات کی تیاریاں ہیں۔ پہلے ہی سے پیش گوئی کر دی گئی ہے کہ صدر کی گولکار (Golkar) پارٹی کو ۷۰ فی صد ووٹ ملیں گے۔ پارٹی کے ممبروں کی تعداد ہی ساڑھے تین کروڑ سے زائد ہے۔

مسلم ممالک میں انتخابات خبروں کا موضوع تو بنتے ہیں لیکن یہ عموماً عوام کی مرضی کے مطابق حکومت منتخب کرنے کے لیے نہیں، بلکہ کرسی اقتدار پر متمکن ٹولے کو جمہوری سند جواز فراہم کرنے کے لیے ہوتے